

شرح : دل میں محبوب کی صفت مرزا گان کے سامنے ڈٹ جانے کا ارادہ

ہے۔ یعنی ارادہ کیے بیٹھے ہیں کہ تیر پر تیر کھائیں گے اور سامنے سے نہیں ہٹیں گے، حالانکہ دل کی حالت دیکھی جائے تو ایک کانٹے کی خلس بھی برداشت کر لینے کی ہمت نہیں رکھتا۔

یہ شعر ان لوگوں کی کیفیت کا نہایت عمدہ اور مکمل مرقع ہے جو بڑے بڑے عزائم دل میں لیے بیٹھے ہوں، لیکن ان کی خاطر خفیف سی بھی زحمت اٹھانے سے گریزاں ہو، حالانکہ کوئی بڑا عزم اور کوئی بڑا مقصد انتہائی جتنیں مشقتیں اور اذیتیں اٹھائے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔

۹۔ شرح : محبوب کی اس سادگی اور بھولپن پر کون جان دے دینے کے لیے آمادہ نہ ہو گا کہ لڑ رہے ہیں، لیکن ہاتھ میں تلوار بھی موجود نہیں ہے مقصود یہ ہے کہ محبوب تیغ و خنجر سے نہیں لڑا کرتا، اس کی لڑائی حسن و جمال غمزہ و داد اور ناز و انداز کے بل پر ہوتی ہے۔ اسے مرزا نے سادگی قرار دے لیا اور کہا: یہ سادگی ہی ایسی چیز ہے کہ ہر شخص اس پر جان قربان کر دے۔ تلوار لے کر چلاتے تو اس کا انجام بھی اس کے سوا کیا ہو سکتا تھا؟

مولانا شبلی نے پہلی جنگ یورپ پر ایک نظم کہی تھی، جس کا مفاد یہ تھا کہ ایک جرمن نے غرور میں آکر کہا کہ ہماری فتح آسان نہیں تو دشوار بھی نہیں۔ برطانیہ کی فوج تعداد میں بھی کم ہے اور تیار بھی نہیں، فرانس رند ہے، اسے جنگ سے کیا کام؟ میں نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے۔ ہم اہل ہند جرمنوں سے دس گئے ہیں۔ وہ غور سے میری بات سنتا رہا۔ پھر اس نے جو کچھ کہا، وہ لائق اظہار نہیں، کہا!

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا!

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مرزا غالب کے شعر کا آفاقی پہلو ملاحظہ ہو کہ اس سے ایک خاص جنگی